# ارمغان حجاز

منظوم اردو ترجمہ

مسعود قریشی

# ارمغانِ حجاز

## فارسی

منظوم اردو ترجمہ

پروفیسر مسعود قریشی

اقبال اکادمی پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

GIFT
891553 91
1230
ACCESSION
12384

ناشر : ڈاکٹر وحید قریشی
ناظم
اقبال اکادمی پاکستان
چھٹی منزل' ایوان اقبال' لاہور

طبع اول : ۱۹۹۵ء
تعداد : ۵۰۰
قیمت : ۹۰/- روپے

مطبع : سعادت آرٹ پریس' لاہور

محل فروخت : ۱۱۶ - میکلوڈ روڈ' لاہور فون : ۷۳۵۷۲۱۴

# فہرست


| | |
|---|---|
| پیش لفظ | ۱ |
| حضور حق | ۵ |
| حضور حق | ۷ |
| حضور رسالت | ۱۹ |
| حضور رسالت | ۲۱ |
| حضور ملت | ۵۳ |
| حضور ملت | ۵۵ |
| (بجز دل بند د راہ مصطفے رو) | |
| خودی | ۵۸ |
| انا الحق | ۵۹ |
| صوفی و ملا | ۶۱ |
| رومی | ۶۳ |
| پیام فاروق | ۶۵ |
| شعرائے عرب | ۶۷ |
| اے فرزند صحرا | ۷۰ |
| تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد | ۷۱ |

| | |
|---|---|
| خلافت و ملوکیت | ۷۳ |
| ترک عثمانی | ۷۵ |
| دختران ملت | ۷۵ |
| عصر حاضر | ۷۷ |
| برہمن | ۷۹ |
| تعلیم | ۸۰ |
| تلاش رزق | ۸۳ |
| نہنگ با بچہ خویش | ۸۴ |
| خاتمہ | ۸۴ |
| حضور عالم انسانی (تمہید) | ۸۷ |
| حضور عالم انسانی | ۸۹ |
| دل | ۹۶ |
| خودی | ۹۹ |
| جبر و اختیار | ۱۰۱ |
| موت | ۱۰۱ |
| بگو ابلیس را | ۱۰۲ |
| ابلیس خاکی و ابلیس ناری | ۱۰۳ |
| بہ یاران طریق | ۱۰۷ |
| بہ یاران طریق | ۱۰۹ |

نئی نسل

بلال اور ماریہ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

"ارمغان حجاز" کو علامہ اقبال کی تصنیفات میں ایک منفرد مقام حاصل ہے

- یہ علامہ اقبال کی آخری کتاب ہے، یعنی ختم الکتب۔
- اس میں اقبال کا آخری فارسی اور اردو کلام یکجا ہے۔ یعنی دو آتشہ
- علامہ اقبال کے دل میں حج اور زیارت حرم نبوی کی شدید آرزو تھی جو ان کی علالت کے سبب پوری نہ ہو سکی۔ لیکن ارمغان حجاز میں متصورہ سفر حج کا منظوم رپورتاژ شامل ہے۔ اس کتاب کا نام "ارمغان حجاز" رکھا ہی اس لئے گیا کہ حج سے واپسی پر علامہ نے یہ تحفہ ملت کو دینا تھا۔

اس میں "حضور رسالت" کے باب کا آغاز ہی سفر حج کی روداد سے ہوتا ہے۔ سرور و سرشاری اور لذت عشق کے عجب دلگداز منظر ہیں۔ مثلاً"

"اس پیری میں سرور عاشقانہ سے سرشار یثرب کے سفر پر نکلا ہوں"

"میں نے ناقے سے کہا کہ آہستہ چل۔ راکب بوڑھا اور بیمار ہے۔ اس نے ایسے مستانہ قدم اٹھائے جیسے اس صحرا کی ریت اس کے لئے ریشم ہو"۔

"کتنا دلکشا صحرا ہے جس میں قافلے درود پڑھتے ہوئے محمل راں ہیں۔"

"اے رہرو۔ اس صحرا میں قدم آہستہ رکھ۔ اس کا ہر ذرہ میری طرح درد مند ہے۔"

وغیرہ وغیرہ۔

کلام اقبال کا سرچشمہ بنیادی اسلامی تعلیمات ہیں۔ انہوں نے ان کی روشنی میں عصر حاضر کے مسائل کا تجزیہ کر کے ان کا حل پیش کیا ہے لیکن وعظ کی صورت میں نہیں بلکہ رندانہ شوخی سے جو نوجوانوں کی افتاد طبع سے ہم آہنگ ہے۔

وہ کہتے ہیں۔

من و ملا زکیش دیں دو تیریم
بفرما بر ہدف او خورد یا من

اس لئے اقبال کے پیغام کو نئی نسل تک پہنچانا بہت ضروری ہے۔

علامہ اقبال کا زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ اس میں "جاوید نامہ" جیسے شہکار شامل ہیں جو میرے ذاتی خیال میں دنیا کے شعری ادب میں ایک عظیم تخلیق ہے۔ فارسی زبان و ادب سے ناآشنائی کے اس دور میں علامہ اقبال کے پیغام کی عصری اہمیت اور زمان و مکاں سے ماورا اسلامی اقدار کی نشرو اشاعت اور تبلیغ کے نقطہ نظر سے علامہ اقبال کے پورے فارسی کلام کا منظوم اردو ترجمہ ہونا چاہیے۔ (منظوم اس لئے کہ شعری اثر انگیزی قائم رہے جو تفکر کو جذبے میں ڈھالنے کے لئے ضروری ہے اور یہ مقصد نثری ترجمے سے حاصل نہیں ہو سکتا)۔

"ارمغان حجاز" کی انفرادیت کی وجہ سے اس کے منظوم اردو ترجمے کی خواہش میرے دل میں دیر سے تھی۔ اب سرکاری ملازمت سے فراغت کے دور میں یہ خواہش پھر ابھری۔ ادبی تخلیق کاری کے مبلغ ممتاز مفتی اور ہمیشہ دل بڑھانے والے دوست سجاد حیدر نے اس پر اکسایا۔ اقبال اکادمی نے اشاعت کی حامی بھری اور یوں یہ شوق عمل میں ڈھل گیا۔

اس ترجمے سے پہلے میں پنجابی ابیات باھوؒ فارسی غزلیات باھوؒ اور حضرت امیر خسروؒ کی منتخب فارسی غزلیات کا منظوم اردو ترجمہ کر چکا ہوں جو "عکس باہو" "نقش باہو" اور "خسرو شیریں زبان" کے عنوانات سے اہل شوق تک پہنچ چکا ہے۔ لیکن اس مشق سخن کے باوجود ارمغان حجاز کا منظوم ترجمہ ایک نیا چیلنج اور نیا تجربہ ثابت ہوا۔

ان تینوں منظوم تراجم میں واسطہ جذبات کی شاعری سے تھا۔ جذباتی شعری اظہار، خصوصاً تغزل کی شعریت کو دوسری زبان میں ڈھالنے کے عمل میں کافی حد تک اصل متن سے گریز جائز ہوتا ہے کیونکہ مقصود جذباتی تاثر اور شعری فضا کو اردو جاننے والے قارئین تک منتقل کرنا ہوتا ہے۔ اس میں آزاد ترجمے کی نہ صرف اجازت ہوتی ہے بلکہ کامیاب ترجمے کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ بنیادی مفہوم برقرار رکھتے ہوئے شعری فضا اور نغمگی بھی قارئین تک منتقل ہونی چاہئے اور یہ آزاد ترجمے سے ہی ممکن ہے۔

علامہ اقبال کی شاعری غزل کی روایتی شاعری سے مختلف ہے۔ انہیں تو گلہ ہے کہ ؎

مرا یاراں غزلخوانے شمردند

یہ بنیادی طور پر فکر کی شاعری ہے اگرچہ اقبال کی شاعرانہ عظمت یہی ہے کہ انہوں نے فکر کو جذبے سے ہم آہنگ کر کے تمام فنی خوبیوں اور شعری محاسن کے ساتھ اسے شعر

کی صورت دی ہے۔

اس لئے اس منظوم ترجمے میں دہری دشواری آن پڑی کہ فکر بھی مکمل طور پر ترجمے میں ڈھل جائے اور شعری حسن کا لطف بھی برقرار رہے۔ اس پر مستزاد فارسی کی جامعیت اور اختصار جہاں "گفتمش" کا اردو ترجمہ پورے ایک جملے "میں نے اس سے کہا" کا طالب ہے۔

علامہ اقبال کے فکر اور پیغام کی اہمیت کے پیش نظر میں نے کوشش کی ہے کہ اصل متن بلکہ الفاظ و تراکیب کے قریب ترین رہتے ہوئے ترجمہ کیا جائے۔ اس سے بعض قطعات میں شعری حسن پوری طرح ترجمے میں منتقل نہیں ہو پایا۔ لیکن اقبال کا فکر اتنا توانا اور بھرپور ہے کہ اس کا طلسم باقی سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ پھر اس کا منفرد انداز اور الفاظ و تراکیب کی ندرت قاری کو نیا خوشگوار تاثر عطا کرتی ہے جو تغزل کی شعریت سے بالاتر ہے۔

میں نے ان قطعات کا ترجمہ ان کی اصل بحر میں ہی کیا ہے تاکہ اس مخصوص بحر کے استعمال سے علامہ اقبال نے جو فضا تخلیق کی ہے وہ ترجمے میں قائم رہے اور ان کا مخصوص آہنگ برقرار رہے۔

بحر چھوٹی ہونے سے اس میں کچھ دشواری پیش آئی لیکن قطعہ میں صرف دو یا تین قافیے ہونے کی وجہ سے ان کی تلاش میں آسانی بھی رہی۔ بہت حد تک تو میں نے علامہ کے قوافی ہی استعمال کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تمام قطعات میں یہ ممکن نہیں تھا۔

علامہ اقبالؒ سے گہری عقیدت اور اس ترجمے کی عمومی افادیت کے احساس نے اس کار دشوار کی تکمیل میں مدد دی۔ یہ منظوم ترجمہ اقبال کے چاہنے والوں کی خدمت میں حاضر ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علامہ اقبال کے صدق عشق اور اسلام کے لئے ان کی تڑپ کے صدقے میں اسے قبولیت عامہ عطا کرے اور فکر اقبال پاکستان میں عام ہو۔

آمین

مرے قافلے میں لٹا دے اسے
لٹا دے، ٹھکانے لگا دے اسے

مسعود قریشی

# حضورِ حق

خوشا راہی کہ ہے بے ساز و ساماں
دل اس کا بے نیاز پند یاراں
تو اپنا سینہ اس کی آہ پر کھول
کہن غم کو جلا دے آہ سوزاں

# حضور حق

۱

دلوں کے چاک سی کر جا چکے ہیں
مثال شعلہ جی کر جا چکے ہیں
مل اب ہم عامیوں سے کوئی لحظہ
کہ خاصاں بادہ پی کر جا چکے ہیں

☆

چلیں باتیں کہ میں ہوں یا نہیں ہوں
میں خجلت سے ہوں چپ کیا ہونٹ کھولوں
تو پہچانے سجود زندہ مرداں
پرکھ سجدوں سے مجھکو شاہ گردوں

ہے دل میں کشمکش چون و چناں کی
نظر اس کی مہ و پرویں سے اونچی
اسے دوزخ میں ویرانہ عطا کر
ہے اس کافر کی خو خلوت پسندی

☆

بپا ہے آب و گل میں شور کیسا
پڑا مشکل میں دل سے عشق کیا کیا
مجھے حاصل قرار اک دم نہیں ہے
کرم کر، واسطہ دل سے ہے میرا

☆

جہاں خود سے بروں آوردہ کس کا؟
ہے فطرت جلوہ بے پردہ کس کا
مجھے کہتے ہیں شیطاں سے حذر کر
بتائیں تو، وہ ہے پروردہ کس کا؟

۴

یہ پیچ و تاب دل کو دم بدم ہے
مقدر میں کرم ہے یا ستم ہے
دکھا سکتا نہیں شیطاں کا دل میں
گنہ نیکی سے میرا کیسے کم ہے

☆

ـــہ صبنت الکاس عنا ام عمرو
وکان الکاس مجراھاالیمینا

یہی ٹھہری جو رسم دوستداری
چھلک صحن حرم پر جام و مینا

☆

اسیر دل ہیں پیچ و تاب والے
اسے درماں سے کیا جو درد پا لے

نہ کر مجھ سے طلب سجدہ کہ سلطاں
لئے وہ پر نہ بار باج ڈالے

☆

سفر میں ہوں، کوئی منزل نہیں ہے
مری کوشش کا کچھ حاصل نہیں ہے

غموں سے میں نہیں ڈرتا و لیکن
نہ دے غم دل کے جو قابل نہیں ہے

☆

ـــہ یہ شعر عمرو ابن کلثوم کا ہے جو زمانہ جاہلیت کے شعرا میں سے تھا۔ شاعر اپنی معشوق ام عمرو کی نا انصافی کی شکایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو نے ہمیں پیالہ شراب سے محروم کر دیا حالانکہ باری دائیں طرف بیٹھنے والوں کی تھی۔

کسی کم ظرف تک یہ مے نہ پہنچے
اسے نا اہل سے یارب بچا لے
شرر ہے نیستاں سے دور بہتر
جو پختہ ہیں انہیں تک جام آئے

☆

بغیر کشمکش تیری طلب ہے
نہ درد و داغ ہے نے تاب و تب ہے
جبھی میں لا مکاں سے بھاگ نکلا
وہاں کم نالہ ہائے نیم شب ہے

☆

کوئی ہنگامہ دے مجھ سے جہاں کو
دگرگوں کر زمین و آسماں کو
اٹھے مٹی سے میری آدم نو
مٹا اس بندہ سود و زیاں کو

☆

جہاں خورشید سے تاریک تر ہے
ہر اک خوبی برائی سے بتر ہے
نہ کر آدم کے خوں سے اس کو سیراب
یہ ویرانہ تو شاخ بے ثمر ہے

☆

یہ بندہ ہے رضا پر تیری راضی
ہے فرماں کے مطابق کام بازی
میں ناداں ہوں، پہ تیرے حکم پر بھی
کہوں کیسے گدھے کو اسپ تازی

۳

مرے سینے میں دل ہے بے سرورے
نہ آتش خاک میں میری نہ نورے
اسے لے لے، ہے بار دوش مجھ پر
ثواب ایں نماز بے حضورے

☆

کہوں قصہ میں کیا دین و وطن کا
نہیں اظہار ممکن اس سخن کا
تری بے مہریوں سے ہو کے رنجور
میں پھر سے ہو گیا دیر کہن کا

☆

غلام افرنگ کا ہے جو مسلماں
اسے قدرت نہیں ہے دل پہ حاصل
جو پیشانی جھکی غیروں کے در پر
نہیں وہ سجدہ بوذرؓ کے قابل

نہ چاہوں اس جہاں یا اس جہاں کو
غنیمت ہے کہ جانوں رمز جاں کو
عطا کر مجھ کو وہ پر سوز سجدہ
کہ وجد آئے زمین و آسماں کو

☆

بہت کاہل ہے یہ مرد تن آساں
ہوا کے دوش پر ہوں میں پریشاں
سحر جاوید کو سجدے میں دیکھا
کر اس کی صبح سے شب میری رخشاں

۴

کشاد اس قوم کی چاہوں میں تم سے
یقین دل سے عاری شیخ جس کے
بہت نادیدنی میں دیکھ بیٹھا
"مرا اے کاشکے مادر نہ زادے"

☆

نظر تیری عتاب آلود کب تک
بتان حاضر و موجود کب تک
رہے آل خلیلؑ اس بتکدے میں
نمک پروردہ نمرود کب تک

؎ یہ مصرع شیخ سعدی کا ہے

☆

سرود رفتہ باز آئے نہ آئے
وہ خوشبوے حجاز آئے نہ آئے
ہے اس درویش کا اب وقت رحلت
کوئی دانائے راز آئے نہ آئے

☆

اگر دانائے راز آئے کوئی تو
نوائے دل گداز اس کو عطا ہو
ضمیر امت کا کرتے ہیں یہی پاک
کلیم اللہ یا دانائے خوش گو

☆

مری دولت دل درد آشنا ہے
نصیب اپنا فغان نا رسا ہے
گل لالہ کھلے مرقد پہ میرے
وہ خاموشی میں بھی خونیں نوا ہے

## ۵

کسی کے ہاتھ سے دل لے نہ پائے
نہ غم سینے میں اس سے پالا جائے
دم اپنا تونے اس مٹی میں پھونکا
جسے تن پروری میں موت آئے

☆

میرے سینے سے دل رم کر چکا ہے
نہ دیکھی روح، صورت میں پھنسا ہے
ہے بہتر ہم سے وہ مردود درگاہ
حق اس نے دیکھا ہے ہم نے سنا ہے

☆

نہ جانے جبرئیل اس ہا و ہو کو
نہ پہچانے مقام جستجو کو
ہمیں سے پوچھ اس کا لطف و لذت
کہ جانیں نیش و نوش آرزو کو

☆

شب دنیا کو رونق میں نے بخشی
مثال مہ گھٹا گردش سے اپنی
تغافل کے تھے شکوے سب کے لب پر
مگر میں اٹھ گیا محفل سے ان کی

☆

فلک نے کم یہ منظر دیکھا ہوگا
دل جبریل اس سے پارا پارا
عجب یہ بتکدہ ہے کہ یہاں پر
گھڑا کافر نے بت، مومن نے پوجا

## ۶

عطا کر شوق رومی' سوز خسرو
عطا کر صدق و اخلاص سنائی
ہوا ہوں بندگی کا خوگر اتنا
نہ لوں میں تو اگر بخشے خدائی

## ۷

مسلماں فاقہ مست و خستہ جاں ہے
اٹھی جبریل کے دل سے فغاں ہے
نئی ملت بنائیں مل کے دونوں
کہ یہ ملت تو اب بار جہاں ہے

☆

نئی ملت جو کام آگے بڑھائے
جو زہر تلخ کو شیریں بنائے
نہ ہو جو مطمئن بس اک جہاں پر
دو عالم اپنے کاندھوں پر اٹھائے

☆

نئی ملت کہ ذکر لا الہ سے
نکالے صبح شب کے دل کی تہ سے
بنیں جاروب سورج کی شعاعیں
ہٹائیں کہکشاں کی ریت رہ سے

## ۸

جہاں تیرا ہے نا اہلوں کے بس میں
گل و لالہ دبے ہیں خاروخس میں
ہنرور کارخانوں میں شب و روز
پسے جاتے ہیں عیشِ بوالہوس میں

☆

مرید فاقہ کش نے شیخ جی سے
کہا "یزداں کو کب میری خبر ہے
وہ ہے نزدیک تر شہ رگ سے لاریب
شکم سے پر کہاں نزدیک تر ہے"

## ۹

دگرگوں کشور ہندوستاں ہے
دگر گوں یہ زمین و آسماں ہے
پڑھیں ہم کیا نماز پنج گانہ
غلاموں کو صف آرائی گراں ہے

☆

بکا خوئے غلامی سے مسلماں
طلسم چشم و گوش اس کا ہے زنداں
ہیں محکومی سے تن میں یوں رگیں ست
کہ بارِ شرع و آئیں سے ڈرے جاں

۱۰

نظر میں رکھ ذرا سود و زیاں کو
بہشت آسا ابد کر اس جہاں کو
نہیں تجھ کو خبر؟ ہم خاکیوں نے
سجایا کس قدر اس خاکداں کو

☆

تو جانے، ہے حیات جاوداں کیا
نہ جانے کہ ہے مرگ ناگہاں کیا؟
ترے اوقات سے دم کم نہ ہو گا
جو ہو جاؤں امر اس میں زیاں کیا؟

۱۱

جب اپنے خاتمے پر آئے دنیا
چھپی تقدیر سے اٹھے گا پردا
بچا شرمندگی سے پیش خواجہؐ
حساب ان سے چھپا کر لیتا میرا

☆

بدن وامانده، جاں سرمست و بیدار
چلا بطحا سے ہو کر سوئے سرکارؐ
اٹھا تو خاصگاں کا لطف صحبت
مجھے ہے آرزوئے منزل یار

## حضور رسالتؐ

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

(عزت بخاری)

# حضور رسالت ﷺ

## ۱

ے "الا یا خیمگی خیمہ فرو ہل
کہ پیش آہنگ بیروں شد زمنزل"
خرد ہے راندن محمل میں ناکام
تھما دی باگ میں نے در کف دل

☆

نظر رکھتا ہوں میں جوہر پہ دل کے
سکوں اور بے کلی ہیں دل کے جلوے
کیا رم شہر و قریہ کی فضا سے
ہوائے دشت میں در دل کے کھولے

☆

شہید جلوہ کس کا دل ہے میرا
نصیب اس کو نہیں چین ایک پل کا
ہوا افسردہ تر صحرا میں جا کر
کنار آبجوے خوب رویا

☆

منوچہری کا شعر ہے۔ خیمگی : خیمہ نشیں فروہل : چھوڑ دے
پیش آہنگ : وہ شخص جو رہ نمائی کی غرض سے قافلے کے آگے آگے چلتا ہے۔

☆

عجب ہے کاروان جلوہ مستاں
نظر میں ہیچ انکی ساز و ساماں
ہے آواز جرس سے شور جاں میں
صبا سے وجد میں جیسے نیستاں

☆

؎ پیری میں سوئے یثرب چلا ہوں
لبوں پر ہے سرود عاشقانہ
کہ جیسے دشت میں طائر سر شام
اڑے آخر بسوئے آشیانہ

۲

گناہ عشق و مستی ہو گیا عام
دلیلِ پختگاں اب ہو چکی خام
حجازی لے میں ہوں نغمہ سرا میں
"بالاخر بھر گیا مے سے مرا جام"

☆

مقامات نوا پوچھو نہ میرے
نہ جانیں یار میں آیا کہاں سے
ہوا خلوت نشیں صحرا میں جا کر
کہ تنہائی میں گاؤں تیرے نغمے

۳

کہا ناقے سے کہ آہستہ تر چل
ہے راکب پیر خستہ اور بے دم
چلی وہ چال مستانہ کہ جیسے
ہو ریگ دشت اس کو نرم ریشم

☆

مہار اس کو نہ دے اے سارباں تو
ہے جاں اس کی مری مانند بیدار
مجھے موج خرام اس کی پتا دے
طلسم دل میں ہے وہ بھی گرفتار

☆

عیاں اشکوں کا نم چشم سیہ سے
ہے دل میں سوز آہ صبح گہ سے
وہ مے جس سے ضمیر اپنا ہے روشن
ٹپکتی ہے وہی موج نگہ سے

۴

خوشا صحرا کہ اس میں قافلے سب
کریں ورد درود اور چلتے جائیں
چلو سجدہ کریں اس ریت پر ہم
جبیں اپنی جلا کر داغ پائیں

☆

عجب صحرا ہے، شامیں صبح جیسی
بڑے ہیں دن یہاں، راتیں ہیں چھوٹی
قدم اے راہرو آہستہ رکھنا
ہے ہر ذرے کے دل میں درد مندی

## ۵

یہ نغمہ گر تو ہم ایسا نہیں ہے
سرود اس کا عرب جیسا نہیں ہے
مگر یہ ہے کہ اس نغمے کے نم سے
بیاباں خشک اب ویسا نہیں ہے

☆

مقام عشق و مستی منزل اس کی
ہے تاباں سوز سے آب و گل اس کی
دلوں کو ساز گار اس کی نوا ہے
کہ ہر سینے میں ہے قاش دل اس کی

## ۶

غم پنہاں کہے بن ہی عیاں ہے
زباں پر آئے تو اک داستاں ہے
ہے رہ پر پیچ، راہی خستہ و زار
چراغ اس کا بجھا، شب درمیاں ہے

☆

ہیں لالے رقص میں مثلِ نگاراں
ہوئے ہیں خیمہ زن صحرا میں یاراں
مگر بھائے مجھے خلوت نشینی
کنارِ آبجوئے کوہساراں

## ۷

کبھی شعرِ عراقی سے جواں ہوں
کبھی رومی سے میں آتش بجاں ہوں
نہ جانوں گرچہ آہنگِ عرب میں
شریکِ نغمہ ہائے سارباں ہوں

☆

غم راہی نشاط آمیز تر کر
فغاں اس کی جنوں انگیز تر کر
تو لانبے راستے سے سارباں چل
مرا سوزِ جدائی تیز تر کر

## ۸

ذرا اے ہم نفس آ مل کے رو لیں
جمالِ یار کو دل میں سمو لیں
مرادِ دل بیاں دو حرف میں ہو
قدم خواجہؒ کے ہم اشکوں سے دھو لیں

☆

★

حکیموں کی نہیں وقعت یہاں پر
بہار جلوہ ناداں کو میسر
زہے قسمت، زہے یہ بخت یاور
ہے وا درویش پر سلطان کا در

★

جہان چار سو بر میں سمایا
ہوائے لا مکاں کا سر میں سودا
میں تیرے بام سے گزرا ہوں جب بھی
گری پرواز پر سے گرد آسا

★

ہے اس وادی میں اک دم جاودانی
کھلیں مٹی سے بے صورت معانی
حکیموں کی کلیموں سے ہے یاری
نہیں کہتا کوئی یاں "لن ترانی"

۹

مسلماں وہ فقیر کج کلا ہے
گیا سینے سے اس کے سوز آہ ہے
دل اس کا روئے، کیوں روئے، نہ جانے
نگاہے یا رسول اللہ نگاہے

★

وہ دل کیا جس میں تیرا غم نہیں ہے
نوا کیا، جس میں تیرا دم نہیں ہے
میں نالاں ہوں کہ اب ہندوستاں میں
کوئی بندہ، ترا محرم نہیں ہے

☆

شب ہندی غلاماں بے سحر ہے
ادھر سورج کا بھی کم ہی گزر ہے
کرم کی اک نظر ہم پر کہ ہم سے
مسلماں کب کوئی بے چارہ تر ہے

☆

کہوں کیا اس فقیر بے نوا کی
ہے فطرت ارجمند اس باصفا کی
بلندی نے گرا ہے پستیوں میں
خدایا کر مدد بے آسرا کی

☆

میں لاؤں لب پہ کیا احوال اس کا
عیاں ہے تم پہ سارا حال اس کا
یکی روداد دو صد سال کی ہے
ہے غرق خوں دل پامال اس کا

☆

فلک بے مہر ہے، دشمن زمیں ہے
کہیں ہے قافلہ، منزل کہیں ہے
ہے ساری زندگی بے نظم اس کی
امام اس قوم کا کوئی نہیں ہے

☆

ہے خون ناب تاب و تب سے خالی
ہے ویراں کشت لالے کی سوالی
نیام اس کی تہی مانند کیسہ
کتاب اک طاق ویراں پر سنبھالی

☆

دل مسلم اسیر رنگ و بو ہے
کہاں اب ذوق و شوق آرزو ہے
نہ پہچانے صدائے شاہبازاں
نوائے پشہ کی اس درجہ خو ہے

☆

در دل بند اس پر ہو چکا ہے
کہ خاک اس کی خودی نا آشنا ہے
ضمیر اس کا تہی بانگ اذاں سے
حریم ذکر اس کا ڈھے گیا ہے

☆

نہ اس نے چاک دامن ہی سیا ہے
نہ سوز آرزو دل کو دیا ہے
ادھوری موت ہے اس کا مقدر
مسلماں جو بن "اللہ ہو" جیا ہے

☆

حق اس کا دے، تو اس مسکیں کا رب ہے
گدا تو ہے پہ غیرت مردہ کب ہے
مسلماں پر ہے میخانے کا دربند
جہاں میں تشنگی سے جاں بلب ہے

☆

تو پھر پاکیزہ کر آب و گل اس کی
ہو پھر آباد دنیائے دل اس کی
ہوا ہے تیز دامن چاک اس کا
نہ بجھنے پائے شمع بسمل اس کی

☆

عروس زندگی اس کے لئے غیر
مقام نیستی پر اس کی ہے سیر
ہے قبل از مرگ مرقد میں گنہگار
نکیر اس کا کلیسا منکر از دیر

☆

☆

سرور چشم ہے نے آنکھ نوری
نہ سینے میں متاع ناصبوری
ہو اس امت کا اب اللہ نگہباں
ہے وجہ مرگ جان بے حضوری

☆

مسلماں زادہ اور نامحرم مرگ!
لگا ہے موت کا ڈر تادم مرگ!
نہ پایا میں نے دل سینے میں اس کے
شکستہ تار دم تھا، اور غم مرگ!

☆

ملوکیت سراسر شیشہ بازی
بچے اس سے نہ رومی نے حجازی
غم یاراں کہوں اس آس پر میں
مرے آقا ہے وقت دلنوازی!

☆

مسلماں کے ہے تن میں پایداری
ہے پیکر کی بنا میں استواری
طبیب نکتہ رس کی ہے یہ تشخیص
خودی میں رعشہ، دل میں بیقراری

☆

مسلماں شرمسار بے کلاہی
ہوا دیں، فقر اس کا خانقاہی
تو جانے کیا ہے میراث مسلماں
وہ گدڑی جو ہے فخر پادشاہی

☆

نہ پوچھو حال، خود سے بدگماں ہے
زمیں کج رو مثال آسماں ہے
جسے انجیر پر پالا تھا تم نے
تلاش دانہ اب اس پر گراں ہے

☆

کیا ہے فاش راز زندگی کو
بتایا راز فردا بھی سبھی کو
کہوں اسرار جاں میں اور بھی فاش
ملے نطق عرب اس اعجمی کو

☆

مسلماں گرچہ بے فوج و سپہ ہے
ضمیر اس کا ضمیر بادشہ ہے
مقام اس کا ملے گر پھر سے اس کو
جمال اس کا جلال بے پنہ ہے

☆

متاع شیخ اساطیر کہن تھا
سخن اس کا فقط تخمین و ظن تھا
ہے اس کا دیں ابھی پابند زنار
حرم جب دیر تھا، وہ برہمن تھا

☆

بگاڑے سخت لادینی جہاں کو
کھے آثار تن روح رواں کو
دیا صدیقؓ کو جو فقر، اس سے
تو شوریدہ کر اس آرام جاں کو

☆

حرم اب دیر سے لے رنگ اور بو
ہمارا بت ہے پیر، آشفتہ گیسو
سیہ بختوں کے سینے میں نہیں ہے
جو دل، نور طلب سے ہو سحر رو

☆

مسلماں تھے جو مسجد میں صف آرا
گریباں شاں کرتے تھے پارا
بجھی سینے میں لیکن جب سے وہ آگ
پڑے ہیں خانقہ میں بے سہارا

☆

مسلماں ہیں بہم دست و گریباں
نہیں کوئی بھی یک جہتی کا ساماں
یہ چلائیں جو کوئی اینٹ لے جائے
اسی مسجد سے، جس سے ہیں گریزاں

☆

کریں ہم پیش غیر اللہ سجدے
مثالِ گبر گائیں گیت اس کے
گلہ خود سے ہے، غیروں سے نہیں، ہم
تمہاری شان کے شایاں نہیں تھے

☆

ہے دست مے کشاں میں جام خالی
فراغت سے ہے اس محفل میں ساقی
سنبھالا آہ کو سینے میں میں نے
کہ دود شمع دیں ہے اصل اس کی

☆

سبوئے خانقہ میں اب نہیں مے
کرے مکتب رہ طے کردہ کو طے
اٹھا افسردہ بزم شاعراں سے
اگلتی ہے نوائے مردہ یہ نے

ہوں مسلم، دیر سے بیزار ہوں میں
جہاں سے برسر پیکار ہوں میں
نہیں طاقت، پہ پیچ و تاب میں ہوں
کہ غیر اللہ سے دو چار ہوں میں

جو بخشے تم نے پر، ان سے اڑا ہوں
خود اپنے سوز نغمہ سے جلا ہوں
مسلماں کانپ اٹھے موت جس سے
نہ دیکھا، گو جہاں بھر میں پھرا ہوں

میں اک شب خوب رویا پیش یزداں
ہیں زار و خوار کیوں آخر مسلماں
ندا آئی "یہ اہل دل ہیں لیکن
تہی محبوب سے ہے دل کا داماں"

کہیں کیا شان و شوکت تھی، جو گزری
کریں کیا شرح ہم اس کی؟ جو گزری
چراغ سینہ بھی گل کر گئی وہ
تھی ظالم دو صدی کیسی، جو گزری

☆

حرم والے بنے معمار دیر اب
یقیں مردہ ہے' وہ محتاج غیر اب
پتہ چلتا ہے انداز نظر سے
وہ ہیں مایوس امکانات خیر اب

☆

تو میرا سوز دل ان کو عطا کر
تب و تاب ضمیر ان کی سوا کر
دل ان کا روشن و پایندہ کر دے
یقیں سے آرزو کو شعلہ زا کر

☆

گروں اور گر کے پھر مستانہ اٹھوں
میں بے شمشیر کیا کیا' خوں بہاؤں
مرے آقا نظر مجھ پر کرم کی
میں اپنے عصر سے جنگ آزما ہوں

☆

میسر خلوت و آہ و فغاں ہے
سوئے یثرب سفر بے کارواں ہے
کہاں مکتب' کہاں میخانہ شوق!
حضورؐ ان میں کوئی نسبت کہاں ہے

☆

فضاؤں میں حرم کی جب اڑا میں
تو پھر ابر کرم سے تر ہوا میں
حرم جس وقت میرے دل میں اترا
تھا اس کے دل میں جو کچھ کہہ گیا میں

☆

بتائے راز جو، کوئی نہ سمجھا
نہ میرے نخل کا خرما ہی کھایا
میں چاہوں داد تم سے میر امتؒ
کہ یاروں نے غزلخواں مجھ کو جانا

☆

مجھے رغبت نہیں شعر و سخن سے
کروں معنی جدا لفظوں کے تن سے
بناؤں کیمیائے عشق سے زر
تپاتا ہوں مس مفلس کو فن سے

☆

تھا فرماں "زندگی کو جاوداں کہہ
اجل کے منتظر سے سر جاں کہہ"
مگر مجھ سے کہیں یہ زیست بیزار
کہ تاریخ وفات این و آں کہہ

☆

ہے رخ درد نہاں سے زعفرانی
لہو ٹپکائے چشم ارغوانی
سخن میرے گلو میں جم گیا ہے
تو جانے بن کے میری کہانی

☆

زباں مجھ بے زباں کی بس نگہ ہے
بیان درد اشک بے پنہ ہے
کھلی ہے آنکھ میری' لب سلے ہیں
مرے مشرب میں کچھ کہنا گنہ ہے

☆

خودی بخشی نہ تھے جو خود سے محرم
زمیں میں ان کی کھولا میں نے زم زم
عطا کر آہ گرم ایسی کہ اس سے
جلا دوں جز غم دیں میں ہر اک غم

☆

نہیں دل میں بجز دود نفس کچھ
ترے ہی دست تک ہے دسترس کچھ
کہوں افسانے غم کے اور کس سے
کہ جز تیرے نہیں سینے میں بس کچھ

☆

یہ عاجز درد سے نغمہ سرا ہے
خود اپنے سوز نغمہ سے جلا ہے
تجھے معلوم ہے کیا چاہتا ہوں
وہ دل جو بے نیاز دوسرا ہے

☆

مرے افکار کا سرچشمہ تو ہے
ترے سورج کی حدت سے نمو ہے
نظر میری مہ و پرویں سے اونچی
سخن بے باک کہنا میری خو ہے

☆

یم غم میں جہاں ساحل نہیں ہے
دلیل عاشقاں جز دل نہیں ہے
میں تیرے حکم پر بطحا گیا ہوں
مری تیرے سوا منزل نہیں ہے

☆

اٹھا مت در سے، مشتاق نظر ہوں
متاع درد دل سے بہرہ ور ہوں
مجھے منظور ہے ہر حکم، جز صبر
دو صد فرسنگ اس سے دور تر ہوں

☆

فرنگی بت کے ہاتھوں دل کو بیچا
مرا تن دیر کی آتش سے پگھلا
رہا بیگانہ خود سے اس قدر میں
نہ پہچانا جو خود کو میں نے دیکھا

☆

مئے مغرب کا جب بھی جام چکھا
قسم ہے سر کی، درد سر خریدا
رہی صحبت فرنگی عالموں سے
کوئی بے سود دن ویسا نہ دیکھا

☆

گدا ہوں، تم سے مانگوں جو بھی مانگوں
دل کہسار برگ گل سے چیروں
مجھے درس حکیماں درد سر ہے
کہ میں پروردہ فیض نظر ہوں

☆

نہ بزم صوفی و ملا میں بیٹھوں
تو جانے ہے کہ میں وہ ہوں نہ یہ ہوں
تو کر دے لوح دل پر نقش "اللہ"
کہ خود کو اور اس کو فاش دیکھوں

☆

دل ملا میں درد و غم نہیں ہے
نظر تو ہے پہ دیدہ نم نہیں ہے
نہ آیا راس مجھ کو اس کا مکتب
کہ اس کی ریت میں زمزم نہیں ہے

☆

سر منبر بہت لہرا رہا ہے
کتابوں کے حوالے گا رہا ہے
مگر شرمندگی سے کہہ رہا ہوں
نہاں ہے، جتنا کھلتا جا رہا ہے

☆

دل یاراں کو وہ بھایا ہے یا میں؟
شوق وہ لایا ہے یا میں؟
من و ملا ہیں کیش دیں کے دو تیر
نشانے پر وہ لہرایا ہے یا میں؟

☆

نہ پہچانے مجھے خود میری محفل
بتا کس سے کہوں میں اپنی مشکل
میں ڈرتا ہوں کھلیں نہ راز پنہاں
نہیں کہتا بھلے دل سے بھی غم دل

کب اپنا دل کسی کو دے چکا ہوں
گرہ ہر کام کی خود کھولتا ہوں
کیا اک بار غیر اللہ پہ تکیہ
دو صد بار اپنے منصب سے گرا ہوں

وہی سوز جنوں ہے میرے سر میں
وہی ہنگامے میرے بحر و بر میں
ابھی اس جوش طوفاں سے جو گزرا
بہت آشوب ہے دل کے گھر میں

ابھی اس خاک میں باقی شرر ہے
میرے سینے میں بھی آہ سحر ہے
گرا کر دیکھ پھر برق تجلّی
کہ اس پیری میں بھی تاب نظر ہے

نظر میں ہیچ ہر موجود منظر
ہے دل سوز دروں سے مثل اخگر
کہاں میں اور کہاں یہ عصر بے سوز
کیا یک جا ہمیں کیوں رب اکبر

☆

میں بے سوز عصر میں پیدا ہوا ہوں
مگر پرسوز جاں سے تپ رہا ہوں
مری گردن میں پھندا ہے مری زیست
میں گویا دار پر کھینچا گیا ہوں

☆

کوئی طالب نہیں ہے رنگ و بو کا
مرا سینہ ہے مدفن آرزو کا
غم پنہاں سخن میں کب سمائے؟
سمائے بھی تو حاصل گفتگو کا!

☆

میں شرق و غرب میں ہوں سخت تنہا
نہ ہیں یاران محرم، نے شناسا
کہوں میں اپنا غم اپنے ہی دل سے
دیے ہیں خود کو دھوکے میں نے کیا کیا

☆

طلسم علم حاضر میں نے توڑا
اٹھایا اس کا دانہ، جال کاٹا
خدا شاہد کہ مانند براہیمؑ
میں اس کی آگ میں بے خوف بیٹھا

☆

مرا نور نگہ تیری عطا ہے
فروغ لا الہ تیری عطا ہے
مجھے اب بخش صبحِ "من رآنی"[1]
کہ شب میں نورِ مہ تیری عطا ہے

☆

ہے میری خود شناسی، حق پرستی
تمہارے نور سے تاباں ہے ہستی
نوائے نو سے اس دیرِ کہن میں
کیا پیدا جہانِ عشق و مستی

☆

اسی دنیا میں جنت خرمی ہے
شجر میں میرے اشکوں کی نمی ہے
مگر محروم ہے وہ ہاو ہو سے
اسے اب تک تلاشِ آدمی ہے

[1] تلمیح ہے مشہور حدیث "من رآنی فقد رأ اللّٰہ" کی طرف یعنی جس نے مجھے دیکھا، خدا کو دیکھا۔

☆

جوان پاک باز اسکو عطا کر
شراب خانہ ساز اس کو عطا کر
قوی ہوں اس کے بازو مثل حیدرؓ
تو دل بھی بے نیاز اس کو عطا کر

☆

مرے ساقی چلے پھر جام مے کا
فزوں ہو جوش مے سے سوز نے کا
مرے سینے کو پھر وہ دل عطا ہو
مروڑوں پنجہ میں کاؤس و کے کا

☆

جہان عشق تیرے سینہ سے ہے
نشہ تیری مئے دیرینہ سے ہے
میں ہوں جبریل سے واقف بس اتنا
کہ وہ جوہر ترے آئینہ سے ہے

☆

ہے میرا سوز فیض دم سے تیرے
ہے مے بھی تاک میں زمزم سے تیرے
خجل ہے جم بھی درویشی سے میری
منور دل مرا ہے غم سے تیرے

☆

کسی سے بتکدے میں دل نہ جوڑا
مگر اپنی طرف بھی دل نہ موڑا
وہ بت پھر ہے مرے سجدے کا طالب
جسے کل میں نے خود ہاتھوں سے توڑا

☆

کھلا ہے خاک سے میری وہ لالہ
کہ جس کا خوں مرے پہلو سے ٹپکا
یہ ہدیہ لے براہ دلنوازی
نہیں دل کے سوا کچھ پاس آقا

☆

حضور ملت بیضا میں تڑپا
نوائے دلنشیں انجام اس کا
ادب کا حکم ہے کر مختصر بات
تپا، پیدا کیا، آرام پایا

☆

مرے اخلاص رندانہ کے صدقے
بہ سوز آہ اور اشکوں کے نم سے
وہ ابر خاص اس مٹی پہ برسے
مرے دانے کو جو نشوونما دے

☆

ہتھیلی پر ہے دل، دلبر نہیں ہے
اثاثہ ہے، پہ غارت گر نہیں ہے
بسیرا کر مرے سینے میں، مجھ سے
مسلماں کوئی تنہا تر نہیں ہے

☆

اذاں دی ہے حرم میں مثل رومی
بتائے اس نے ہی اسرار جاں بھی
کن فتنوں سے تھا جنگ آزما وہ
نئے فتنوں سے میری جنگ جاری

☆

گلستاں خاک سے میری برانگیز
بہ خون لالہ میرے اشک آمیز
جو میں شایاں نہیں تیغ علیؓ کا
نظر دے مثل شمشیر علیؓ تیز

☆

مسلماں آ کے ساحل پر جو ٹھہرے
خجل ہیں بحر سے، نومید خود سے
میں ہوں درویش، پر میرے علاوہ
چھپے زخم ان کے آقا کس نے دیکھے

☆

کہا کس نے کہ بوئے یار آئی؟
نوید صبح نو کس نے اسے دی؟
گیا جب اس کے دم سے سوز کہنہ
نیستاں میں شرر باری تھی کس کی؟

☆

تو اپنے بحر سے جو کو گہر دے
فغاں کو تازہ کوہ و دشت و در دے
نہیں کھلتا دل اک طوفاں سے میرا
مجھے طغیان طوفان دگر دے

☆

بجلوت دیکھ میری نے نوازی
بخلوت دیکھ میری خود گدازی
بزرگوں سے ملا یہ نکتہ فقر
شہوں سے دیکھ میری بے نیازی

☆

ڈھلا نغمے میں ہر احوال دل کا
ہر اک معنی کے رخ کا پردہ کھولا
ہوں کتنا مضطرب کہ یار کے ساتھ
تھا اک دم، دوسرے دم میں نہیں تھا

☆

میں تھا ہمراز درد و سوز لالہ
ضمیر زندگی سب پر کیا وا
کہوں میں کس سے آخر نکتہ شوق
میں دشت زیست میں تنہا ہوں تنہا

☆

فروزاں نور سے تیرے نگہ بھی
میں دیکھوں اندرون مہرومہ بھی
لرزتا ہوں مسلماں خود کو کہتے
کہ جانوں مشکلات لا الہ بھی

☆

ترے کو میں گداز یک نوا بس
مجھے یہ ابتدا یہ انتہا بس
میں صدقے رند کی جرات کے، جس نے
کہا "یا رب، مجھے تو مصطفیٰ ؐ بس"

☆

سکھائی شوق نے یہ مجھ کو ھیاھو
نکالے سنگ کے سینے سے یہ جو
یہی ہے آرزو میری کہ جاوید
تمہارے عشق سے لے رنگ اور بو

☆

بہت ایسے فرنگی کج کلہ ہیں
کہے تو یہ تو خورشید اور مہ ہیں
جوان سادہ میرا گرم خوں ہے
بچالے، یہ بہت کافر نگہ ہیں

☆

سنبھال ان کو جو ٹھوکر کھا رہے ہیں،
پہ غیر اللہ سے بچ کر جا رہے ہیں
مسلماں زادگاں کو دے وہ آتش
شرر جس کے مجھے تڑپا رہے ہیں

۱۳

تو پی اس سے کہ یہ ہے ساغر دوست
رہے گا تا ابد اندر بر دوست
سمجھ عبدالعزیز اس کو نہ سجدہ
مژہ سے صاف کرتا ہوں در دوست

☆

تو سلطان حجازی، میں گدا ہوں
مگر دنیائے معنی کا خدا ہوں
جہاں پیدا ہوا جو لا الہ سے
نقوش اس کے سخن میں ڈھالتا ہوں

☆

سراپا درد ہوں، درماں نہ مانگوں
مگر زار و زبوں جانا نہ جاؤں
کماں میں پھر چلا سکتے ہیں مجھ کو
ابھی ملت کے ترکش سے گرا ہوں

☆

ملیں باہم گر، رقصاں ہوں پھر سے
جہاں کو بھول کر رقصاں ہوں پھر سے
چلیں سوئے حریم کوچہ دوست
لہو روئیں، مگر رقصاں ہوں پھر سے

☆

ترا مسکن ہے اک ایسا بیاباں
ہے جس کی شام مثل صبح، رخشاں
جہاں چاہے تو اس میں خیمہ زن ہو
طناب غیر کا لینا نہ احساں

☆

مسلماں ہیں ہم، آزاد مکاں ہیں
برون حلقہ نہ آسماں ہیں
سکھایا ہم کو وہ سجدہ کہ جس سے
بہائے ہر خدا کے راز داں ہیں

☆

بت افرنگ سے بیگانہ ہو جا
کہ جھوٹا ہے ہر ایک پیمان اس کا
نظر تو دیدہ فاروقؓ سے مانگ
قدم بیباک رکھ، تیری ہے دنیا

## حضور ملت

طلب مت کر کلام عارفانہ
کہ ہے میری طبیعت عاشقانہ

سرشک لالہ گوں کو مثل شبنم
گراتا ہوں چمن میں دانہ دانہ

# حضور ملت

## ۱

### بحق دل بند و راہ مصطفیٰ رو

مہ نو کی طرح ہوتا جا اکمل
فزوں تر ہو فضاؤں میں تو ہر پل
جو پانا ہے مقام اپنا جہاں میں
بحق دل بند و راہ مصطفیٰ چل

☆

دل دریا سے موج آسا اٹھا ہوں
خود اپنے گرد ہی پیچاں رہا ہوں
جبھی نمرود مجھ سے سرگراں ہیں
میں تعمیر حرم میں جو لگا ہوں

☆

مرے ساقی، دے گردش ساتگیں کو
جھٹک دے دو جہاں پر آستیں کو
حقیقت کی گئی ہے رند پر فاش
کہ ملا کم ہی سمجھے رمز دیں کو

☆

مرے ساقی، اٹھا دے رخ سے پردا
مرے دل کا لہو آنکھوں سے ٹپکا
تو اس لے میں جو شرقی ہے نہ غربی
نغمہ چھیڑ کا لاتخف* مقام

☆

برون سینہ لا تکبیر اپنی
دے اپنی خاک کو اکسیر اپنی
خودی کو کر کے محکم شان سے جی
رکھ اپنے ہاتھ میں تقدیر اپنی

☆

خودی سے ہے مسلماں مرد کامل
جو مر جائے خودی تو تودہ گل
جو سمجھے تو متاع خویش خود کو
تو جز اپنے کسی سے مت لگا دل

☆

* تلمیح بآیہ قرآنی، لاتخف انک انت الاعلیٰ

☆

جنھوں نے خود کو دیکھا آشکارا
رہے مثل گہر دریا بہ دریا
ہوے خود سے وہ بیگانہ جہاں میں
انہوں نے موت کو اپنی خریدا

☆

بتاتا ہوں تجھے تیرا مقدر
تو چل بے باک راہ مصطفیٰ ﷺ پر
یقیں گر بات پر میری نہیں ہے
تو دیں کو چھوڑ' کافر کی طرح مر

☆

در رستہ کھلے ترکوں پہ سارے
اور اہل مصر نے میدان مارے
ہو تعمیر خودی میں تو بھی کوشاں
ہیں ملک و دیں خودی کے استعارے

☆

بہار قوم جب وقف خزاں ہو
تو بھاتی ہے اسے بوئے رمیدہ
اگرچہ خاک سے اگتا ہے لالہ
مگر اس کی قبا رنگ پریدہ

☆

خدا اس قوم کو ہی سروری دے
جو اپنے ہاتھ سے تقدیر لکھے
نہیں اس قوم سے اس کو سروکار
کہ دہقاں جس کا بوئے، غیر کاٹے

☆

سکھائے حکمت قرآن رازی
چراغ عقل سے لے روشنی بھی
مگر یہ نکتہ مجھ سے سیکھ فرزند
کہ اصل زندگی ہے سوز و مستی

۲

# خودی

خودی پر جس نے ڈالا لا الہ کو
اگائے خاک مردہ سے نگہ کو
تو ایسے مرد کے ہاتھوں میں دے ہاتھ
اسیر اس کے میں دیکھوں مہرومہ کو

☆

تو اے ناداں، دل آگاہ پا لے
اب و جد کی طرح تو راہ پا لے
کرے پوشیدہ کو کیوں فاش مومن
تو "لا موجود الا اللّٰہ" پالے

☆

دلوں میں داغ پنہاں بھی نہیں ہے
تب و تاب مسلماں بھی نہیں ہے
کرے سیرآب کیا باغ خودی کو
وہ دریا، جس میں طوفاں بھی نہیں ہے

## ۳
# اناالحق

اناالحق اک مقام کبریا ہے
کہے جو، کیا صلیب اس کی سزا ہے؟
کہے گر فرد تو اس کو سزا دو
کہے گر قوم تو اس کو روا ہے

☆

اناالحق ایسی ملت کو سزاوار
ہے جس کے خوں سے نم ہر شاخ اشجار
جلال اس کا جمال جاں کا پردا
فلک ہے عظمتوں کا آئنہ دار

☆

اسے حاصل ہے قوموں میں بلندی
امام دو جہاں ہے ملت ایسی
نہیں تخلیق کے کاموں سے فرصت
حرام اس پر ہیں خواب و خستگی بھی

☆

وجود اک شعلہ سوز دروں ہے
مثال خس جہان چند و چوں ہے
ہے تفسیر اناالحق اس کی ہمت
کہ جس کے "کن" سے پیوستہ "یکوں" ہے

☆

فضاؤں میں اڑے ہے وہ یگانہ
نظر اس کی بہ شاخ آشیانہ
کمند اس کی مہ و پرویں کی صیاد
ہتھیلی میں ہے تقدیر زمانہ

☆

چمن میں مثل بلبل نغمہ ساماں
مثال باز صحراؤں میں پراں
امیر اس کے ہیں سلطانی میں درویش
فقیر اس کے ہیں درویشی میں سلطاں

☆

کہن مے سے تو جام نو کو پر کر
ترے جلووں سے چمکیں بام اور در
ثمر دے گی تجھے بھی شاخ منصور
تو لکھ لا غالب الا اللہ دل پر

۴

## صوفی و ملا

یہ مانا ہے ترش رو سخت ملا
نہ جانے مغز کیا اور پوست ہے کیا
مگر مجھ سے مسلماں کو اگر وہ
کرے کعبہ بدر تو حق ہے اس کا

☆

ہوئے صید فرنگی کعبہ و دیر
صدا ہے خانقاہوں کی کہ "لاغیر"
کہی یہ داستاں ملا سے میں نے
دعا کی اس نے "یا رب عاقبت خیر"

☆

اسیر صوفی و ملا ہیں سارے
نہیں قرآں سے درس زیست لیتے
ہے قرآں سے فقط اتنا تعلق
سہولت سے مریں 'یٰسین' سن کے

☆

بنا قرآن کو آئینہ اپنا
تو کچھ سے کچھ ہوا، پھر سے بدل جا
پرکھ میزان پر کردار اپنا
قیامت تو ابھی سے کر دے برپا

☆

بہت ہیں محترم ملا و صوفی
کہ پیغام خدا ہے دین ان کی
مگر تاویل سے حیرت زدہ ہیں
خدا بھی، جبرئیل و مصطفیٰؐ بھی

☆

بیاں واعظ نے دوزخ کے کئے طور
مگر تھا قول کافر لایق غور
"نہ جانے وہ غلام احوال اپنا
جو کہتا ہے کہ دوزخ ہے کہیں اور"

☆

مرید اک خود شناس و باخبر تھا
وہ اپنے پیر سے شوخی سے بولا
"مزاروں سے کمانا اپنی روزی
ادھوری موت کو ہے جان دینا"

☆

نصیحت پیر خرقہ باز نے کی
یہ نکتہ حرز جاں کر میرے کمسن
تو دور نو کے نمرودوں کا بن یار
براہیمی ہے ان کے دم سے ممکن

# رومی

پھر اپنے حلق میں وہ کہنہ مے ریز
حریف اس کا نہیں ہے ملک پرویز
جلال الدین رومی کے سب اشعار
حریم دل کی دیواروں پہ آویز

☆

اسی کی مے سے لالہ رنگ پائے
دم اس کا سنگ کو بھی لعل کر دے
غزالوں کو وہ بخشے شیر کا دل
وہ چیتے کی کمر کے داغ دھوئے

☆

نصیب اپنا ہے اس کی تاب و تب سے
مری شب ہے سحر اس کے سبب سے
وہ صحرائے حرم کا ایک آہو
صدائے شیر نکلے جس کے لب سے

☆

وہ سر تا سر ہے سوز آشنائی
وصال اس کا زباں دان جدائی
جمال عشق میں اس کے ہی دم سے
جھلکتا ہے جلال کبریائی

پڑی تھی جو گرہ، اس نے وہ کھولی
غبار راہ کو دی کیمیائی
اسی کی نے نوازی کا ہے اعجاز
ہوا میں راز دان عشق و مستی

درِ دل مجھ پہ رومی سے کھلا ہے
جہان نو مری گل سے بنا ہے
اسی کے فیض سے ہوں معتبر میں
ستاروں کا مجھے ہمسر کیا ہے

خیال اس کا مہ و پرویں سے آگے
نظر حد افق کے پار دیکھے
حضور اس کے دل بیتاب رکھ دے
دم اس کا رعشہ سیماب چن لے

سمجھ رومی سے اسرار فقیری
ہے اس کا فقر محسود امیری
غلط وہ فقر و درویشی کہ جس سے
ملے تجھ کو مقام سربزیری

☆

خودی سے جب گئی خوئے خدائی
تو سیکھا فقر آداب گدائی
یہ چشم مست رومی کا ہے اعجاز
ملا مجھ کو سرور کبریائی

☆

مری شاخوں سے ٹپکی ہے درخشاں
لیا جب اس نے مجھ کو زیر داماں
مرے دل میں ہے سوز اس آگ کا جو
سنائی نے کی رومی میں فروزاں

## ۶

# پیام فاروقؓ

بیاباں کی ہوا پھر از عرب خیز
تو نیل مصر میں طوفاں بر انگیز
کہو فاروق سے پیغام فاروقؓ
کہ خود میں فقر و سلطانی بیامیز

☆

خلافت، فقر تخت و تاج والا
یہ وہ دولت نہیں ہے جس میں گھاٹا
جواں بختا، نہ جائے ہاتھ سے فقر
بغیر اس کے شہی دو دن کا جلوہ

☆

کوئی مرد جواں جو خود کو پا لے
کہن دنیا کرے تعمیر پھر سے
طواف اس کا کرے سو انجمن پر
وہ تنہائی میں اپنے ساتھ بیٹھے

☆

تو اپنی عقل و دل پر کھول ہر در
تو لے ہر پیر میخانہ سے ساغر
"نیاز[1] سینہ پرور کی بدولت
ہو دامن پاک تیرا، آستیں تر"

☆

مبارک قوم ہے جو خود کو پا لے
ہو درد جستجو کے دل حوالے
درخشاں ہے مثال تیغ عریاں
اسی کے نور سے دنیا ضیا لے

☆

سرود ترک تھا کیا روح پرور
تھی اس کی آنکھ نیلی، رنگ احمر
"پڑے[2] مشکل جو دریا میں کبھی، تو
اسے میں حل کروں طوفاں کے بل پر

[2] یہ حضرت امیر خسروؒ کا شعر ہے۔

جہانگیری ہماری خاک میں ہے
امامت بھی جبین پاک میں ہے
جہاں وہ دیکھ دل میں، نقش جس کا
عمر فاروقؓ کے ادراک میں ہے

ہوے واقف جو اسرار یقیں سے
رہیں یک بیں ہی وہ چشم دو بیں سے
ہوں دو شمعیں تو ان کی روشنی ایک
نہ گھبرا افتراق ملک و دیں سے

مسلماں ہے تو اپنا امتحاں کر
غبار راہ اپنا آسماں کر
شرار شوق کی آتش کو بھڑکا
مثال شمس روشن یہ جہاں کر

## ۷

# شعرائے عرب

دے یہ پیغام شعرائے عرب کو
سمجھتا کچھ نہیں میں لعل لب کو
ملا قرآن سے جو نور اس سے
سحر کرتا ہوں میں دیرینہ شب کو

☆

کیا ہے جاں میں زندہ ہا و ہو کو
میں مشت خاک سمجھوں کاخ و کو کو
بنے گی وہ حریف بحر پر شور
دیا آشوب ایسا آب جو کو

☆

برادر چھوڑ یہ صورت نگاری
ضمیر خویش سے پھر کر لے یاری
ہمارے باغ میں ہی تو پلا ہے
مسلماں کو دے اپنی سوز کاری

☆

ہماری خاک میں دل' دل میں ہے غم
پرانی شاخ میں موجود ہے نم
یہ چشمہ کھول افسون ہنر سے
ہے ہر مسلم کے دل میں ایک زمزم

☆

مسلماں بندہ مولا صفت ہے
دل اس کا سر ذات حق کا تت ہے
عیاں ہو نور حق سے حسن اس کا
ضمیر زندگی میں اس کا ست ہے

☆

وہ سوز و تاب اس کی خاک کو دے
کہ اسکی شب سے تازہ شمس نکلے
وہ نغمہ چھیڑ جس کے فیض سے وہ
اٹھائے انقلاب تازہ پھر سے

☆

مسلمانی، غم دل ہنس کے سہنا
تپ یاراں سے خود بیتاب رہنا
حضور قوم خود کو بھول جانا
حضور غیر "میں ملت ہوں" کہنا

☆

جو دیکھے صاف اسرار جاں کو
وہ اپنی آنکھ سے دیکھے جہاں کو
نوا سینے میں کر پیدا تو ایسی
بدل دے جو بہاروں میں خزاں کو

☆

سنبھال ان کو تو جن قدروں کا حامل
سرور و سوز و مستی تیرا حاصل
کبھی کے جام خالی دیکھتا ہوں
ہے مے سے پر ترا پیمانہ دل

☆

ہے شب صحرا میں اور ڈیرے ہیں غم کے
اڑے طائر نہ موج آب دمکے
نہ دے کچھ روشنی قندیل راہب
ضرورت ہے کہ کوئی چاند چمکے

☆

سمجھ مفہوم تو خط جبیں کا
لکھ اپنے ہاتھ سے تحریر فردا
مری مانند آ دشت حرم میں
وہاں پر انکشاف ذات ہوگا

## ۸
# اے فرزند صحرا

سحر روشن ہوئے جب دشت و کہسار
صدا دی مرغ نے شاخ شجر سے
اٹھا لے خیمہ اے فرزند صحرا
ہے لطف زندگی ذوق سفر سے

☆

عرب رہ پر لگائے کارواں کو
کہ پرکھا فقر پر خود اپنی جاں کو
اگر ہو مفلسوں کا فقر غیور
تہ و بالا کرے سارے جہاں کو

☆

ہے اس شب میں خروش صبح فردا
جہاں چمکی ہے برق طور سینا
ہوائے دشت سے محکم تن و جاں
ہیں امت گر فقط کہسار و صحرا

۹

## توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

تو پھر آئین تسلیم و رضا سیکھ
خلوص و صدق و آداب وفا سیکھ
مرے اشعار جیسے بھی ہیں ان سے
جنون باخرد کی تو ادا سیکھ

☆

جنوں جس سے چمن ویرانہ ہو جائے
ہر اک ہنگامے سے بیگانہ ہو جائے
مری ہو کے اثر سے شہر دل میں
جنوں تو ہو مگر فرزانہ ہو جائے

☆

بہار صبح کا میں پہلا لالہ
جلاتا ہے مجھے یہ داغ دل کا
مری تنہائیوں کو ہیچ مت جان
جلو میں کارواں پھولوں کے لایا

☆

میں بکھرا جیسے گرد راہگذر ہو
غبار آسا ہوا کے دوش پر ہو
سعید و بخت ور ہوگا وہ دن جب
غبار رہ سے پیدا راہبر ہو

☆

زہے وہ قوم جو ہے تو پریشاں
کرے پیدا وہ پختہ کار انساں
یہ سب کچھ غیب کے اسرار سے ہے
کہ ہر اک گرد سے نکلے نہ رہ داں

☆

مرے دریا میں میری موج تڑپی
ہوئی تب جا کے طوفاں تک رسائی
نہ دیکھا اس سے خوشتر رنگ کوئی
لہو سے میں نے یہ تصویر کھینچی

☆

نظر اس کی بھرے خالی سبو کو
دے موج مے وہ تاک آرزو کو
وہی طوفاں جو بخشے رائگانی
حریف بحر کر دے آبجو کو

☆

زمام کارواں جب وہ سنبھالے
نہاں کو بھی نمو کا ذوق بخشے
کرے افلاکیوں کو اس طرح فاش
کہ ہفت افلاک کو پاؤں میں روندے

☆

مبارکباد ہو اس پاک جاں کو
کرے پیدا جو میر کارواں کو
اسی فرخندہ ماں کی گود سے میں
خجل کرتا ہوں حوران جناں کو

☆

کہے سینے میں دل، دلبر تو ہے ہی
اثاثہ لاؤ، غارت گر تو ہے ہی
صدا یہ کان میں آئی دم مرگ
"گرے گا جب شگوفہ، بر تو ہے ہی"

۱۰

## خلافت و ملوکیت

عرب نے مصطفیٰؐ سے نور پایا
چراغ مردہ مشرق جلایا
خلافت کر گئی گم راہ، جس نے
مسلماں کو شہی کا گر سکھایا

ــــ یہ مصرع غالباً" لطف اللہ آذر کا ہے۔

☆

خلافت اپنے مسلک پر گواہی
حرام اسلام میں ہے پادشاہی
ملوکیت فریب اور مکر کا جال
خلافت حفظ ناموس الٰہی

☆

ملوکیت سے ٹکرائے کلیمی
ہے قوت اس کی فقر و بے گلیمی
مقدر سے کبھی ہوتا ہے یوں بھی
تکبر کا فسوں توڑے حلیمی

☆

غلامی میں ہوا آدم گرفتار
ہے خام اس کا نظام اور کار بیکار
غلام فقر ہوں میں اس نبی کا
ہے دیں جس کا ملوکیت سے بے زار

☆

محبت پایدار اس کی نظر سے
سلوک عشق و مستی کو وہ پرکھے
ہے گو فائزؔ مقام عبدہ پر
جہان شوق کا خالق بھی ٹھہرے

## ۱۱
# ترک عثمانی

ہے عثمانی امیر ملک بے شک
وطن کی سر بلندی اس کا مسلک
نہ سمجھو توڑ بیٹھا بند افرنگ
اسیر اس کے فسوں میں ہے ابھی تک

☆

ہیں بختاور جنھوں نے سحر توڑا
کسی پیماں سے اس کے دل نہ باندھا
نہ ہو نومید، خود سے آشنا رہ
تھے جب بھی، اب بھی ہیں مردان یکتا

☆

نیا اک جذبہ ترکوں کو ملا ہے
نئی تعمیر کا ساماں ہوا ہے
کہاں ہے وہ مسلماں جو یہ دیکھے
نئی تقدیر سے پردا اٹھا ہے

## ۱۲
# دختران ملت

مری بیٹی، یہ طرز دلبری چھوڑ
مسلماں ہے، طریق کافری چھوڑ
جمال اپنا نہ کر غازے کا محتاج
نگاہوں کے بجز غارتگری چھوڑ

☆

ہے شمشیر نظر نعمت خدا کی
اسی کے زخم نے جاں بے بہا کی
وہی تو پاک جاں کامل کا دل لے
جو اس کو آب دیتی ہے حیا کی

☆

نقاب اٹھا ہے عصر نو کی خو سے
کشاد اس کی فقط ہے رنگ و بو سے
جہاں تابی کا نور حق سے لے درس
یہ پردے میں بھی جھلکے کو بکو سے

☆

جہاں میں محکمی عورت کے دم سے
ہیں سارے ممکنات اس کے کرم سے
اگر سمجھے نہ یہ نکتہ کوئی قوم
بچے کیا بے ثباتی کے ستم سے

☆

جنوں مجھ کو ملا ہے عقل پرور
یہ ہے فیض نگاہ پاک مادر
نگاہ و دل نہیں مکتب سے ملتے
کہ مکتب سحر و افسوں ہے سراسر

☆

خوشا وہ قوم جس کی وارداتیں
اٹھائیں حشر دو عالم کے دل میں
جو کل بیتی ہے اور کل جو بھی ہو گا
بتا دیں اس کی ماؤں کی جبینیں

☆

اگر تو مان لے درویش کی پند
مریں سب، موت کا ہو تجھ پہ در بند
بتولؓ آسا ہو عصر نو سے پنہاں
کہ ہو آغوش میں شبرؓ سا فرزند

☆

ہماری شب سے باہر لا سحر کو
سکھا قرآن پھر اہل نظر کو
ترا ہی سوز قرات تھا کہ جس نے
بدل ڈالا تھا تقدیر عمرؓ کو

۱۳

## عصر حاضر

ہے دیں فریاد میں اس عہد نو سے
ہیں آزادی میں اس کی لاکھ پھندے
بہت بے رنگ ان سے روئے انساں
جو کھینچے نقش اس کے مو قلم نے

☆

اثر اس کی نظر کا کافری ہے
کمال صنعت اس کا آزری ہے
بچا تو کود کو اس کے تاجروں سے
جوا ہے' ان کی جو سوداگری ہے

☆

جوانوں کو ہے بد آموز یہ عصر
شب ابلیس کو ہے روز یہ عصر
لپٹتا ہوں میں شعلہ بن کے اس سے
کہ ہے بے نور اور بے سوز یہ عصر

☆

ہمیں سے فقر و سلطانی ہوئے ایک
ہمیں سے باقی و فانی ہوئے ایک
کرشمہ ہے مگر یہ عصر نو کا
کہ سلطانی و شیطانی ہوئے ایک

☆

کہوں کیا رقص ایسا تھا کہ ویسا
نشاط اندروں اس میں نہیں تھا
یہ پا کوبی ہے تقلید فرنگی
تری رگ میں کہاں وہ جوش خوں کا

# برہمن

سپرد فتنہ کی ہے جان تم نے
گھٹائی محکمی کی شان تم نے
برہمن نے سجایا طاق پر بت
رکھا ہے طاق پر قرآن تم نے

☆

نہ سمجھو برہمن کو، ہیچ کارہ
کرے سنگ گراں کو پارہ پارہ
فقط یہ زور بازو سے ہے ممکن
بنا لینا خدا از سنگ خارہ

☆

نگہ رکھے برہمن کار اپنا
کسی سے کب کہے اسرار اپنا
کہے مجھ سے کہ چھوڑو یار تسبیح
لپیٹے دوش پر زنار اپنا

☆

برہمن نے کہا چھوڑو در غیر
ہے یاران وطن میں خیر ہی خیر
سمائیں کب بیک مسجد دو ملا
فسوں سے بت کے ہیں یکجا بیک دیر

۱۵

# تعلیم

وہ تاب و تب کہ جو ہے جاودانہ
سمند زندگی کو تازیانہ
سکھا بچوں کو اپنے یہ تب و تاب
کتاب و مکتب، افسون و فسانہ

☆

وہ علم چارہ گر، جس میں نہیں سوز
نگاہ پاک باز اس سے گراں ہے
نگاہ پاک بازاں سے بھی بہتر
وہ دل جو بے نیاز دو جہاں ہے

☆

خدا کو ایسا مومن کب ہے درکار
نہیں ہے جس کے تن میں جان بیدار
گریزاں مکتب یاراں سے ہوں میں
نہیں اس میں جوان خود نگہدار

☆

میں کہتا ہوں کہ نابینا کوئی بھی
نظر والے غلط بیں سے ہے بہتر
میں کہتا ہوں کوئی ناداں نکوکیش
خرد مندان بے دیں سے ہے بہتر

☆

ہے وہ فکر فلک پیما تو بیکار
جو گرد ثابت و سیارہ گھومے
ہوا کے دوش پر جس طرح بادل
فضا میں ہر طرف آوارہ گھومے

☆

ادب دانا و ناداں کی ہے پہچان
ادب انسانیت کی آن اور شان
عزیز ایسا مسلماں زادہ کیا ہو؟
رکھے دانش' ادب کا اس میں فقدان

☆

تجھے بچوں سے مایوسی ہے بے جا
نہیں ذہن رسا تو پھر ہوا کیا
خبر تجھ کو ہے گر اے شیخ مکتب
بتا سینے میں ہے کیا حال دل کا؟

☆

سکھا اپنے پسر کو دین و دانش
کہ چمکے اس کی قسمت کا نگینا
اگر دے ہاتھ میں اس کے ہنر بھی
ید بیضا ہو اس کی آستیں کا

☆

گیا دم سینہ مرغ چمن سے
تھی لالے کا خوں سوز کہن سے
نہ اترا دانش مکتب پہ' اس نے
نہ دی روزی' اڑالی جان تن سے

☆

خدایا خوش رہے وہ مرد درویش
کھلے دل مثل غنچہ جس کے دم سے
دعا کی اس نے بہر طفل مکتب
برائے ناں نہ زیر دام آئے

☆

کوئی جو لا الہ سے دل لگائے
وہ بند مکتب و ملا سے چھوٹے
نہیں وہ دین و دانش مجھکو درکار
مرا فکر و عمل جو مجھ سے چھینے

☆

جو لوٹے قافلہ رہزن ستمگر
عیاں غارت گری ہو اس کی سب پر
عجب رہزن ہے یہ علم فرنگی
نکالے قوم کی جاں دوست بن کر

☆

جواں رعنا' جو بیگانہ تھا ڈر سے
نگاہوں سے جلال شیر برسے
پڑھا مکتب میں اس نے علم میشی
اور اب وہ گھاس کی پتی کو ترسے

☆

شتر بچہ یہ بولا ''میرے بابا
خدا میں نے کسی جانب نہ دیکھا''
شتر بولا ''جو پھسلے وشت میں پاؤں
تو ہو عرفان خود کا اور خدا کا''

## ۱۶

# تلاش رزق

اگر ہر بام پر اڑتا پھرے باز
تو جائے رائگاں اس کی تگ و تاز
اگر نخچیر صرف اک مشت پر ہو
تو بہتر ہے مرے دوران پرواز

☆

پڑے خود پر نگاہ محرمانہ
ہمیں اپنی نظر ہے تازیانہ
تلاش رزق ٹھہری فرض ہم پر
کہ ہو پر کھولنے کا یہ بہانہ

## ۱۷

# نہنگ با بچہ خویش

نہنگ اک اپنے بیٹے سے یہ بولا
ہے ممنوع دین میں اپنے کنارا
الجھ موجوں سے کر ساحل سے پرہیز
کہ مسکن ہے ہمارا سارا دریا

☆

نہیں دریا میں تو، دریا ہے تجھ میں
ترا جوہر ہے طوفاں سے الجھنا
تلاطم سے ہوا بے گانہ جس دم
تو اس دریا کو تو مرقد سمجھنا

## ۱۸

# خاتمہ

نہیں ذکر مغ و پیمانہ تم سے
بیان عشق بے باکانہ تم سے
بزرگوں سے سنا ہے میں نے جو کچھ
کہا باشوخی رندانہ تم سے

☆

پھر آ خود میں، پکڑ کر دامن دل
خود اپنے سینے میں کر اپنی منزل
کر اپنے خون سے کھیتی کو سیراب
میں دانہ بو گیا، تیرا ہے حاصل

☆

حرم تو قبلہ قلب و نظر ہے
کہاں طوف اس کا طوف بام و در ہے
حرم میں اور ہم میں رمز ہے خاص
کہ جبریل امیں تک بے خبر ہے

# حضور عالم انسانی

آدمیت احترام آدمی

باخبر شو از مقام آدمی

(جاوید نامہ)

# حضور عالم انسانی

## تمہید

### ۱

مرے ساقی پلا بادہ کہن وہ
کہ جس کے سوز سے بوڑھا جواں ہو
نوا دے وہ کہ فیض دم سے اپنے
جلاؤں مشل مشعل چوب نے کو

☆

نکل تو حجرہ خلوت سے باہر
نسیم صبح میں لے سانس آ کر
مقام رنگ و بو کی ہا و ہو کو
بقدر نالہ کر تو بھی فزوں تر

### ۲

جہاں فتنے اٹھا کر جا چکا ہے
کمینوں کو بڑھا کر جا چکا ہے
دو صد بغداد چنگیزی سے اپنی
وہ قبرستاں بنا کر جا چکا ہے

☆

بہت سوں نے غم فردا اٹھایا
جو کل ہی مر گئے، فردا نہ دیکھا
مبارک ہیں مگر مردان امروز
انہیں نے زندگی کا لطف پایا

نہیں ہونٹوں پہ تیرے نالہ زار
ترے تن میں نہیں ہے جان بیدار
ہے گل چینی روا گو اس چمن میں
نہیں ہے ہاتھ پر زخم سر خار

☆

تو خود پر پیچ کھانے کا سبق سیکھ
خود اپنا دل جلانے کا سبق سیکھ
اگر چاہے خدا کو فاش دیکھے
مقابل اپنے آنے کا سبق سیکھ

☆

نہ کر ایام کی سختی کا شکوہ
ہے سختی جھیلنے میں پایداری
اگر ٹکرائے ندی سنگ رہ سے
تو ہے پانی میں اس کے خوشگواری

☆

کبوتر نے کہا بچے سے کیا خوب
عدوئے زیست خوئے نرم آگیں
جو جھپٹے باز پر تو کہہ کے "یا ہو"
اچک سکتا ہے سر سے تاج شاہیں

☆

مقام کبریا سے گر چکا ہے
کہ غیر اللہ کو سجدہ کیا ہے
وہی شاہیں ہے شاہینی کا وارث
جو اپنے دام میں آیا ہوا ہے

☆

مبارک ہے وہ دن جب خود کو پا لے
فقیری حد سلطانی کو جا لے
یقیں میں ہے حیات جاودانی
ہیں رزق قبر سب وسواس والے

☆

مری مانند تو بھی خود سے پنہاں
خوشا وہ روز ہو جب خود پہ عریاں
مجھے کافر کرے اندیشہ رزق
کتابی علم چھینے تیرا ایماں

☆

کہا اک اونٹ نے بچے سے کیا خوب
مبارک ہیں جو جانیں کار اپنا
کہن صحرا نوردوں سے سبق سیکھ
اٹھا اپنی کمر پر بار اپنا

۴

فرنگی عالموں نے حسب توفیق
بتایا فلسفہ بود و عدم کا
بتاتا ہوں تجھے کہ میرے دل کو
سخن اچھا لگا پیر عجم کا

☆

"رہی صحبت تری نامحرموں سے
نہ پایا کچھ، فقط غم ہی خریدے
ہے تاویلات ملا سے نکوتر
خود آگاہوں سے صحبت چند لمحے"

۵

حکیم الجھا حقیقت اور گماں میں
نہ سمجھا ربط ہے تن اور جاں میں
کتابیں فن غواصی پہ لکھیں
کبھی اترا نہ دریائے رواں میں

☆

مسلسل ضرب تیشہ بے ستوں پر
کہ فرصت کم، زمانہ تیز پا ہے
حکیم اس بحث میں الجھے رہیں گے
شرر تیشے کہ پتھر سے اٹھا ہے

☆

تو کف پر رکھ چراغ آرزو کو
کہ پا لے پھر مقام ہا و ہو کو
نہیں زیبا کہ گم ہو چار سو میں
خود آگاہی سے توڑ اس چار سو کو

☆

تڑپ دریا کے دل میں تیرے دم سے
گہر ہے جیب میں تیرے کرم سے
نہ کم ہو اضطراب اے موج تیرا
ہے دریا کی روانی تیرے رم سے

☆

سمیٹ اپنے ہی اندر دونوں عالم
نہیں جائز خود اپنے آپ سے رم
تو نور دوش سے امروز کو دیکھ
ہے "کل" سے "آج" کا یہ سارا دم خم

☆

گل لالہ کھلا تو سب نے دیکھا
اٹھایا چہرہ زیبا سے پردا
پڑا کھلنے پہ تیرا نام لالہ
درون شاخ کیسا تھا تو کیا تھا

## ٦

نہیں ہے باعث گریہ غم و درد
غمِ دوراں کی دل پر کم جمے گرد
قیاس اس کا نہ کر گریے سے اپنے
وفورِ سوز و مستی گریۂ مرد

☆

نہ مردِ امتحاں کو مردہ سمجھو
بظاہر مر کے بھی زندہ رہے وہ
تجھے شایاں ہے ایسی موت ورنہ
کسی بھی موت کو جاں اپنی دے دو

☆

ترا تن جان کا محرم نہیں ہے
تری شاخوں میں مینہ کا نم نہیں ہے
حفاظت دم کی کر، غم سے گزر جا
کہ پُردم سینہ جائے غم نہیں ہے

☆

پریشاں ہے غموں سے اپنا ہر دم
شریکِ غم رہے ہیں غیر محرم
جہانِ نو کی رکھ سکتے ہیں بنیاد
اگر ہم جان جائیں قیمتِ دم

☆

جواں جس نے لگایا دل خودی سے
چلے وہ بحر و بر پر آشتی سے
نگاہوں کو روا ہے جلوہ مستی
مگر دل کو بچانا ہر کسی سے

☆

دل اپنا زار اس غم کے فسوں سے
کہ جس کی اصل ہے دنیائے دوں سے
غم شیریں سے ہم واقف نہیں ہیں
نمو پاتا ہے جو عشق و جنوں سے

☆

نہ کر شکوے خدا کے اے مسلماں
کہ دھو سکتے ہیں اس کی گرد داماں
تہ و بالا کر اس دنیا کو جس میں
ہر اک میداں میں جیتے مرد ناداں

☆

تو اب کینے سے دل کو پاک کر لے
ہے بہتر کہ دھواں کمرے سے نکلے
خراج کشت دل مت دے کسی کو
خود اپنا گھر نہیں ویران کرتے

☆

گماں سب کو سحر کا اس کی شب پر
ستارہ نور افشاں اس کا سب پر
نشان مرد مومن اور کیا ہے
تبسم موت دیکھے اس کے لب پر

☆

کہا شبنم نے باد صبحدم سے
کہ یہ احسان کر دے چلتے چلتے
فسردہ دل ہوں میں صحبت سے گل کی
تو نوک خار پر مجھ کو گرا دے

## ۸

## دل

ہے دل کا بحر ساحل سے گریزاں
نہنگ امواج کی ہیبت سے ترساں
اٹھا طوفان ایسا بحر دل میں
حباب آسا فلک ہے اس میں لرزاں

☆

دل آتش ہے، بدن ہے دود اسکا
تڑپ اس کی ہے ہستی کا حوالہ
سکوں پائے یہ ذکر نیم شب سے
نلی میں بند ہو جس طرح پارہ

زمانہ اس کے کب احکام ٹالے
وہی درویش ہے جو خود کو پا لے
یہی ہے فقر و سلطانی کہ دل کو
مثال گوہر دریا سنبھالے

خودی کی شان کا حامل نہ ہوتا
عمل کی دوڑ میں شامل نہ ہوتا
خرد زنجیر ہوتی آدمی کو
اگر سینے میں اس کے دل نہ ہوتا

تو کہتا ہے کہ دل ہے خاک اور خوں
گرفتار طلسم کاف اور نوں
ہمارا دل ہے گو سینے کے اندر
مگر اپنے جہاں سے ہے یہ بیروں

ہیں ماند انجم سحر کاری سے دل کی
کھلے ہر اک گرہ زاری سے دل کی
مرا پیغام دو ہندوستاں کو
غلام آزاد بیداری سے دل کی

☆

ہیں ہم سب کشتِ یزداں، دل ہے حاصل
عروسِ زیست کا ہے دل ہی محمل
غبارِ رہ ہوا دانائے اسرار
خرد سے کب یہ ہوتا، کر گیا دل

☆

کبھی دل حسنِ نادر کا پرستار
کبھی دیتا ہے خطبہ بر سرِ دار
کبھی لشکر لئے میداں میں اترے
نہیں پر اپنی دولت سے سروکار

☆

نہیں شیدا جہانِ رنگ و بو کا
نہ دلدادہ ہے بام و کاخ و کو کا
زمین و آسماں، یا چار سو کا
یہ دیوانہ ہے بس "اللہ ہو" کا

☆

نگہ دیکھے، خرد پیمانہ لائے
جہانِ چار سو کو تاکہ ناپے
مگر وہ رند جس کا نام ہے دل
خود اپنے آپ میں سب کچھ سمولے

☆

محبت کیا ہے، تاثیر نظر ہے
محبت تحفہ تیر نظر ہے
نہیں ترکش شکار دل میں درکار
کہ یہ نخچیر نخچیر نظر ہے

۹

## خودی

خودی میں منعکس نور خدائی
وصال اس کے لئے ہے نارسائی
جدائی وصل کی ہی ایک صورت
وصال اک جلوہ درد جدائی

☆

گزر جائے جو ملت گفتگو سے
ہو روشن خاک اس کی آرزو سے
خودی کو آرزو شمشیر کر دے
دم اس کا لے اڑے ہے رنگ و بو سے

☆

وجود حق ہی ضامن ہے خودی کا
نمود حق خودی کا اصل منشا
نہیں معلوم یہ تابندہ گوہر
کہاں ہوتا، اگر ہوتا نہ دریا

☆

ہوا دل صحبت گل سے ہی بدنام
ہوئے مرغوب خاطر خواب و آرام
کرے پیدا جو "من" بیدار ہو جائے
ہو من محکوم تن تو موت انجام

☆

وصال اپنا ہے قربت میں جدائی
گرہ اس کی کھلے گی تو نظر سے
گہر آغوش دریا میں ہوا گم
الگ ہے آب بحر، آب گہر سے

☆

ہے مشت خاک میری اس کے در سے
گل و ریحاں ہیں اس کے ابر تر سے
نہیں میں آشنا "خود" سے نہ "اس" سے
مگر ہستی مری اس کی نظر سے

## ۱۰

# جبر و اختیار

یقیں ہے یہ کہ اک دن پیشِ یزداں
عمل مخلوق کے تولے گی میزاں
مجھے ڈر ہے مگر روزِ قیامت
نہ خوش ہوگا خدا ہی اور نہ انساں

☆

یہ بولا روم میں اک راہبِ پیر
بتاتا ہوں تمہیں قوموں کی تقدیر
کرے ہر قوم پیدا موت اپنی
تمہیں تقدیر مارے ہم کو تدبیر

## ۱۱

# موت

کہا یہ موت نے یزداں سے اک روز
کہ ہیں گل زادگاں کتنے زیاں کار
مجھے شرم آئے اس کی جان لیتے
نہیں لیکن اسے مرنے میں کچھ عار

☆

ہے میرِ شش جہات، اس کو بقا دے
جہاں کی باگ ہے ہاتھوں میں اس کے
نہیں مرنے کی ذلت سے اسے شرم
وہ ہستی کے تقدس کو نہ جانے

۱۴

# بگو ابلیس را

مرا ابلیس کو دے کوئی پیغام
رہیں کب تک اسیر دانہ و دام
مجھے یہ خاک داں کیا راس آئے
ہے جس کی صبح بس دیباچہ شام

☆

عدم سے جب کیا دنیا کو پیدا
ضمیر سرد بے ہنگامہ اس کا
کہیں جو سوز تھا تو میری جاں میں
مری آتش سے ہی تجھ کو بنایا

☆

اسی نے شوق کو تازہ نظر دی
تڑپ دل میں جدائی نے ہی بھر دی
نہیں معلوم کیا ہے حال تیرا
جدائی نے مجھے میری خبر دی

☆

نکالا آستاں سے تجھ کو باہر
رجیم و کافر و طاغوت کہہ کر
خلش سے اس کی پیچ و تاب میں ہوں
جو رکھا خار میرے دل کے اندر

☆

تو واقف ہے میری نیکی بدی سے
زمین شور میں دانہ نہ پھوٹے
کیا نہ سجدہ ہمدردی سے میری
گنہ میرے لئے کاندھوں پہ اپنے

☆

بہم مل کر نیا اک نقش ڈھالیں
جہان چار سو کو توڑ ڈالیں
پھر افسون ہنر سے مل کے ہم تم
فلک کے اس طرف جنت بنا لیں

۱۳

## ابلیس خاکی و ابلیس ناری

فساد عصر حاضر ہے نمایاں
فلک زشتی سے اس کی سخت نالاں
اگر ذوق نظر پیدا کرے تو
تری خدمت کو حاضر لاکھ شیطاں

☆

ہر اک جانب ہیں چشم و دل کے رہزن
یہ لوٹیں جان و تن کو خوب بن ٹھن
گراں قیمت گنہ بیچیں ہیں ارزاں
یہ سوداگر بہت عیار و پر فن

☆

عجب شیطاں ہے یہ، درماندہ، رنجور
کرے افسوں سے چشم و دل کو بے نور
سمجھتا ہوں اسے میں مردہ شیطاں
جو لائے دام میں ہر صید معذور

☆

عجب زہراب پیمانے میں اس کے
زیاں ہو جاں کا میخانے میں اس کے
نظر آتا ہے تجھ کو حلقہ دام
نہاں اک دام ہے دانے میں اس کے

☆

بشر رتبے سے اپنے گر چکا ہے
بقدر محکمی اس کا بھلا ہے
گنہ بے لذت و بے سوز ہوگا
ترا شیطاں جو مٹی سے بنا ہے

☆

نہ ہو اس دور کے شیطاں کا نخچیر
جو ہیں کم اصل، ان کا دلربا ہے
شریفوں کو وہی شیطان اچھا
وہ عالی ظرف اور حق آشنا ہے

☆

جواں مردوں پہ ہی کرتا ہے وہ وار
کہ وہ آتش نسب ہے سخت خود دار
نہیں ہر شخص اس کے تیر کا اہل
حرام اس پر ہے صید لاغر و زار

☆

یہ فہم دوں نہاداں سے ہے گو دور
مگر یہ بات کہنے پر ہوں مجبور
نئے شیطاں کو خاطر میں نہ لائے
وہ عاصی ہے طبیعت جس کی غیور

☆

# بہ یاران طریق

سنواریں کار ملت آؤ مل کے
چلیں ہر چال ہم مردانگی سے
کریں کچھ اس طرح مسجد میں گریہ
کہ ملا کا بھی دل سینے میں پگھلے

# بہ یارانِ طریق

## ۱

قلندر کا فلک ہے آشیانہ
پروں کی گرد ہے اس کی زمانہ
فضائے نیلگوں کا وہ شکاری
ستارے آسماں کے اس کا دانہ

☆

ہے نغمہ جان میں اللہ ہو کا
غبار اترا ہے دل سے چار سو کا
گرے ہیں اشک صورت ساز کے تار
تھا سوز ایسا سرود آرزو کا

☆

دلِ فطرت میں اشک آسا تپا ہوں
پھر اس کی آنکھ میں آنسو بنا ہوں
دمکتا ہوں میں فطرت کی مژہ پر
کہ برگِ کاہ پر کم ہی گرا ہوں

☆

مجھے منطق سے آئے بوئے خامی
دلیل اس کی دلیل نا تمامی
در بستہ اگر کھولے کسی نے
تو وہ تھے شعر رومی، بیت جامی

☆

سبو میں ہے مرے مے دیر سالہ
کہ اس سے جی اٹھے خاک پیالہ
اگر سیراب ہو وہ میری مے سے
قد آدم کو پہنچے شاخ لالہ

☆

مرے ہاتھوں میں ہے پھر وہ کہن چنگ
نہاں ہیں اس میں نالہ ہائے صد رنگ
مگر زخمہ ہے اس کا ناخن شیر
بجائے تار اس میں ہیں رگ سنگ

☆

سنیں یہ بات عصر نو کے پرویز
نہیں فرہاد میں، تھاموں جو تیشہ
ہے سینے میں مرے جو خار، اس سے
دل صد بیستوں ہو جائے خستہ

☆

نہیں درویش کو اسباب درکار
مری آنکھوں میں برگ کاہ، کہسار
ہے اس شاہیں سے زاغ دخمہ بہتر
جو ہے سلطان کے ہاتھوں میں ہتھیار

☆

سبھی پر دل کا دروازہ کھلا ہے
عزیز و یار پر جاں بھی فدا ہے
نشیمن ہے مرے سینے میں میرا
یہ من موجی فراغت سے جیا ہے

☆

نہیں مطلوب مجھ کو شوکت اور شان
نہ میری آرزو ملبوس سلطان
کہے گلچیں مجھے گلشن کا دشمن
گل و نرگس کو دی ہے ان کی پہچان

☆

دو صد داناؤں نے محفل میں کی بات
بہت نازک، بہت پیچیدہ کلمات
مگر وہ دیدہ ور تھا کون، جس نے
بتائے خار سے گلشن کے حالات

☆

نہ جانوں نکتہ ہائے علم و فن کو
دیا کچھ اور ہی رتبہ سخن کو
سرور و سوز تھا میرا ہی جس نے
سبک پے کر دیا پیر کہن کو

☆

نہ سمجھو مجھکو مرغ نغمہ پیرا
فغاں و آہ میرا کل اثاثہ
چمن والو مرا دامن نہ چھوڑو
کلید باغ حرف راز میرا

☆

جہاں آنکھوں میں میری رہگذر ہے
ہیں سب رہرو' کوئی کب ہم سفر ہے
ہجوم خویش سے دل تنگ ہوں میں
جو اپنا ہے وہی بیگانہ تر ہے

☆

برے حالات میں بھی سیکھ جینا
وقار زیست کو کھونا کبھی نا
مرے نغموں کے طوفانوں میں پل کر
گہر بننے کا پالے تو قرینہ

☆

پلا ہوں خاکداں میں یہ تو مانوں
مگر منزل سے میں نامطمئن ہوں
میں پھوٹا گرچہ اس کے فیض نم سے
زمیں کو آسماں اپنا نہ جانوں

☆

کہاں سمجھے نہیں جو محرم مرد
کہ دل کو زندہ کرتا ہے دم مرد
کرے آہ و فغاں سے خود کو پختہ
بہت خود دار ہوتا ہے غم مرد

☆

نظر وہ ہے جو تن میں جاں کو دیکھے
درون شاخ دیکھے پھول کھلتے
کماں کے تیر کی مانند ورنہ
ہدف دیکھے نگاہ تیر زن سے

☆

خرد بیگانہ ذوق یقیں ہے
قمار علم و حکمت بدنشیں ہے
دو صد بوحامد و رازی سے بہتر
وہ ناداں' آنکھ جس کی راہ بیں ہے

☆

نہیں لالچ انہیں لعل و گہر کا
غلام خوش گل و زریں کمر کا
دل ان کا بے نیاز دو جہاں ہے
یہی سرمایہ ہے اہل ہنر کا

☆

ہے نشہ میری مے کا ہوش مستی
جبھی ہے میکدہ شورش سے خالی
نہیں گو صاف، پھر بھی اس کو پی لے
یہ تلچھٹ ہے ترے پرکھوں کے خم کی

☆

تو چاہے خرقہ اور دستار سر پر
گماں محبوب کا ہے مجھ کو خود پر
یہی اک چوب نے سرمایہ میرا
نہ چوب دار اور نے چوب منبر

☆

جو دیکھا جوہر آئینہ اپنا
بنایا اپنا حجرہ سینہ اپنا
مجھے بھاتی نہیں بے ذوق دانش
لگا اچھا غم دیرینہ اپنا

☆

کہا سب نے کہ تھا وہ یار اپنا
چلا جب ہو کے رخصت میں جہاں سے
مگر جانے نہ کوئی کہ یہ درویش
کسے کیا کہہ گیا، آیا کہاں سے

۲

ہے مفلس باضمیر و صاف دل گر
تو وہ لاکھوں رئیسوں سے ہے بہتر
قبائے منعم بے دین و دانش
سنہری زین ہو جیسے گدھے پر

۳

کرے تو سجدہ ہر دارا و جم کو
نہ کر اے بے خبر رسوا حرم کو
فرنگی سے نہ رکھ امید کوئی
نکال اپنے حرم سے اس صنم کو

☆

سنا ہے ان بزرگوں کی زبانی
ضمیر پاک ہے جن کی نشانی
وہ مفلس جو ہے ناداری میں خوددار
دو عالم پر ہے اس کی حکمرانی

کہوں دو لفظ میں ہستی کے اسرار
نہیں منبر مقامِ عشق، ہے دار
نہیں نمرود سے خائف براہیمؑ
پرکھ کرتی ہے عود خام کی نار

نہ اے لالہ طلب کر غمگساری
مری مانند کر لے دل سے یاری
کھلا رکھ اپنا سینہ ہر ہوا پر
مگر کر داغ دل کی پاسداری

بزرگوں کے ہیں مجھ کو یاد نکتے
کہ جینا ہے تو اپنی جان سے جی
حذر اس مرد دوں فطرت سے جس نے
گرو رکھ دی ہے جاں، تن اس کی ہستی

تڑپتی موج یوں ساحل سے بولی
پرکھ فرعون سے ہوتی ہے میری
کبھی خود بے ہی پیچاں صورت مار
کبھی رقصاں کہ فرعون آئے کوئی

☆

اگر افرنگ سے ہے شان تیری
تو پیشانی سے چوم افرنگ کا در
سریں پر بھی لگے گی چوب کی ضرب
کہ پالاں گر کا بھی حق ہے گدھے پر

☆

فرنگی کی نہیں دل پر حکومت
نہیں دیں، ملک ہے اس کی ضرورت
حرم اس کا تہی روح الامیں سے
ہیں سو شیطان مصروف عبادت

☆

دل و دیں سے ہیں نا امید یاراں
مثال بوئے گل، گل سے گریزاں
مرا دل، موت اس کی مرگ دیں ہے
کیا ہے مرگ دو گونہ کا ساماں

☆

جو مسلم جانتا ہے رمز دیں کو
نہ رگڑے پیش غیر اللہ جبیں کو
اگر گھومے نہ گردوں حسب منشا
چلائے حسب منشا وہ زمیں کو

☆

نہیں بیگانہ خو دل خاکداں سے
نہ روز و شب ہیں دور آسماں سے
تو اوقات عبادت آپ طے کر
نماز عشق بیگانہ اذاں سے

☆

مقام شوق ہے صدق و یقیں سے
یقیں ہے صحبت روح الامیں سے
اگر حاصل تجھے صدق و یقیں ہے
قدم بے باک رکھ ست ڈر کہیں سے

☆

ہے مسلم کا یہی عرفان و ادراک
کہ دیکھے فاش خود میں رمز لولاک ۱
نہیں اللہ کا ادراک ممکن
سمجھ اس کو کہے جو "ما عرفناک" ۲

۱ تلمیح بحدیث "لولاک لما خلقت الافلاک"
۲ "ما عرفنا حق معرفتک"

☆

فرنگی کو خدا اپنا بنایا
اسی کے بتکدے میں سر جھکایا
خرد بے زار دل سے، سینہ بے نور
سبو اسلاف کے خم سے نہ پایا

☆

گداز و خودگری منزل کڑی ہے
نیاز و ناز کی اک ہی لڑی ہے
قبائے لا الٰہ خونیں قبا ہے
جو نامردوں کے قامت سے بڑی ہے

☆

ہمارا سوز اس کے سوز دم سے
کھلے گر اِک گرہ اس کے کرم سے
قیام اس کا جلال کبریائی
جمال بندگی سجدے کے خم سے

☆

بڑی شے ہے نماز عاشقانہ
رکوع و سجدہ یکساں محرمانہ
جو ہے "اللہ اکبر" کی تب و تاب
سنبھالے کیا نماز پنج گانہ

★

دو عالم مست ہے قرات سے اس کی
مسلماں ہے امر رکعت سے اس کی
سمجھ پائے کہاں یہ عصر بے سوز
قیامت ہے جو "قد قامت" سے اس کی

## ۵

فرنگ آئیں رزاقی کو جانے
وہ اس سے چھین لے اور اس کو بخشے
وہ دے شیطان کو روزی کچھ ایسے
کہ یزداں بھی ہو حیراں اس ہنر سے

★

بڑھاؤں کس لئے میں داستاں کو
کہوں اک لفظ میں سر نہاں کو
دیا اپنا جہاں سوداگروں کو
نہ جانے لامکاں قدر مکاں کو

★

بہشت اک بہر پاکان حرم ہے
بہشت اک بہر ارباب ہمم ہے
کہو ہندی مسلماں سے کہ خوش باش
بہشت اک فی سبیل اللہ ہم ہے

## ٦

قلندر کو نہیں ہے شوق تقریر
کہوں بس ایک نکتہ' جو ہے اکسیر
ہے بے حاصل وہ ساری کشت ویراں
نہیں نم دیتا جس کو خون شبیرؑ

اقبال اکادمی پاکستان ● لاہور